جنرل سیکرٹیریٹ مصر (قاہرہ) میں ہے۔ موجودہ سیکرٹری جنرل مصر کے ڈاکٹر نبیل العربی ہیں

آغاز کے وقت 7 ممبر تھے۔ یمن 5 مئی 1945 کو شامل ہوا۔ موجودہ 22 ممبر ہیں۔
شام کی رکنیت نومبر 2011 میں ختم کر دی گئی ہے۔

League of Arab States (22 مارچ 1945ء)

عرب لیگ

باقاعدہ طور پر 22 مارچ 1945ء کو ایک معاہدے کے ذریعے عرب لیگ کا قیام عمل میں آیا۔ عرب لیگ کا ہیڈ کوارٹر قاہرہ میں قائم کیا گیا۔

عرب لیگ کا باقاعدہ نام League of Arab States ہے۔ یہ آزاد ممالک پر مشتمل ایک رضا کارانہ تنظیم ہے۔ ان ممالک کے عوام میں سب سے بڑی مشترک چیز زبان ہے۔ یعنی کہ ان ممالک کے عوام عربی بولتے ہیں۔ 1942ء میں دوسری جنگ عظیم کے دوران جرمنی کی طرف سے جنوبی افریقہ اور مصر پر قبضے کے امکانات بڑھتے جا رہے تھے۔ اس بحران کے دور میں برطانیہ نے عربوں کے اتحادیوں کیلئے حمایت حاصل کرنے کیلئے بحر اوقیانوس سے خلیج فارس تک عرب دنیا کے اتحاد کا دلفریب نعرہ دیا۔ 1943ء میں پہلی دفعہ مصری حکومت نے عرب لیگ کے قیام کی تجویز پیش کی۔ مصر اور کچھ دوسرے عرب ممالک اپنی فوجی خود مختاری کو کوئی گزند پہنچائے بغیر عرب لیگ جیسی کوئی تنظیم قائم کرنا چاہتے تھے۔ چنانچہ دوسری جنگ عظیم میں جب برطانیہ کو جرمنی کی طرف سے خطرہ نہ رہا تو برطانیہ نے پس پردہ رہتے ہوئے مصر کے شہر اسکندریہ میں عرب ممالک کی ایک کانفرنس منعقد کرائی۔ اس کانفرنس میں سعودی عرب، مصر، شام، اردن، عراق، لبنان، جنوبی یمن کے سرکاری نمائندوں نے شرکت کی۔ چنانچہ اس کانفرنس کے بعد عرب لیگ کے قیام کا فیصلہ کر لیا گیا۔

اگر تاریخی حقائق کا مطالعہ کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ عرب لیگ کے قیام کا نظریہ دراصل 1941ء میں برطانیہ کے وزیر خارجہ مسٹر انتھنی ایڈن نے پیش کیا تھا۔ انہوں نے اپنی تقریر میں نہ صرف عرب اتحاد کے نظریے کو سراہا تھا بلکہ ہنر مجسٹی کی حکومت کی جانب سے اسے عملی جامہ پہنانے کیلئے ہر قسم کی مدد اور حمایت کی یقین دہانی بھی کرائی تھی۔ انہوں نے کہا تھا۔

> ''اس ملک کی عربوں کے ساتھ دوستی کی روایت طویل ہے۔ ایک ایسی دوستی جو اپنے کارناموں سے ثابت ہوتی ہے نہ کہ الفاظ سے، گزشتہ جنگ کے اختتام پر عرب دنیا اور متعدد عرب دانشوروں اور مفکروں نے عرب عوام کیلئے جس سے وہ اس وقت لطف اندوز ہو رہے ہیں کی نسبت ایک انتہائی درجے کے اتحاد کی خواہش کا اظہار تھا۔''

اس اتحاد تک پہنچنے کیلئے انہوں نے ہماری تائید و حمایت کی امید کی تھی۔ اس قسم کی کسی بھی درخواست کو درخور اعتناء نہیں سمجھا جائے گا۔

مجھے دونوں قدرتی اور درست معلوم ہوتے ہیں کہ عرب ممالک کے مابین ثقافتی اور اقتصادی تعلقات کے

ساتھ ساتھ سیاسی تعلقات بھی مستحکم ہونے چاہئیں۔ ہز مجسٹی کی حکومت اپنے حصے کے طور پر کسی ایسی سکیم کو جسے عوامی تائید حاصل ہو گی عملی جامہ پہنانے کیلئے بھرپور مدد کرے گی۔ چنانچہ نحاس پاشا اور برطانوی وزیر خارجہ کی کوششوں کو عملی جامہ پہنانے کیلئے عرب ممالک نے 22 مارچ 1945ء کو عرب لیگ کے قیام کے معاہدے پر قاہرہ میں دستخط کر دیئے۔ دستخط کنندگان میں مصر، عراق، اردن، لبنان، یمن، شام اور سعودی عرب شامل تھے۔

عرب لیگ کے مقاصد

عرب لیگ کے چارٹر کے تحت مندرجہ ذیل مقاصد بیان کیے گئے ہیں۔

1۔ عرب ممالک کے درمیان باہمی اشتراک وتعاون کا قیام۔

2۔ ان عرب ممالک کی آزادی کیلئے کوشش کرنا، جو ابھی اتحادیوں کے زیر حکمرانی ہیں۔

3۔ فلسطین میں موجود یہودی اقلیت کا تحفظ کرنا، لیکن اس کے ساتھ ساتھ فلسطین میں عرب اکثریت کے مفادات کا تحفظ بھی کرنا۔

اراکین: Membership

عرب لیگ کے بانی اراکین میں سے مصر، عراق، لبنان، سعودی عرب، شام اور اردن شامل ہیں، جبکہ بعد میں شامل ہونے والے اراکین میں سے:

الجیریا

- نائیجیریا 1962ء میں رکن بنا۔
- بحرین 1971ء میں رکن بنا۔
- Comuras 1993ء میں رکن بنا۔
- جبوتی 1977ء میں رکن بنا۔
- کویت 1961ء میں رکن بنا۔
- لیبیا 1953ء میں رکن بنا۔
- موریطانیہ 1973ء میں رکن بنا۔
- مراکو 1958ء میں رکن بنا۔
- عمان 1971ء میں رکن بنا۔
- قطر 1971ء میں رکن بنا۔
- صومالیہ 1974ء میں رکن بنا۔
- جنوبی یمن 1967ء میں رکن بنا۔
- سوڈان 1956ء میں رکن بنا۔
- تیونس 1958ء میں رکن بنا۔

اور متحدہ عرب امارات 1971ء میں رکن بنا۔ PLO کو 1976ء میں رکنیت دی گئی۔ اس کے اراکین کی تعداد 22 ہے۔ لیکن مئی 1990ء میں شمالی اور جنوبی یمن کے اتحاد کے بعد اب اس کے اراکین کی تعداد 21 ہو چکی ہے۔

عرب لیگ ممبر ممالک کے مفادات کو فروغ دینے کیلئے سیاسی، معاشی، معاشرتی اور ثقافتی پروجیکٹس پر کام کر

رہی ہے۔ لیگ عرب ممالک کیلئے ایسا فورم ہے جس پر مشترکہ مفادات کے حوالے سے بات چیت کر سکتے ہیں۔ لیگ نے عربوں کے باہمی تنازعات کو حل کرنے کیلئے کوشش کی ہے۔ مثال کے طور پر لبنان کی 1958ء اور 1995ء اور 1976ء کی خانہ جنگی کیلئے اہم کردار ادا کیا ہے۔ عرب لیگ نے عرب ممالک میں معاشی ترقی کیلئے بھی ایک پلیٹ فارم کی حیثیت اختیار کر لی ہے اور ممبر ممالک میں معاشی تعاون کو فروغ دینے کیلئے جوائنٹ آف اکنامک ایکشن چارٹر کی تشکیل دی گئی ہے۔ اس نے عرب ثقافتی ورثے کے تحفظ کیلئے بھی اہم کردار ادا کیا ہے۔ اس نے ادبی اور علمی تحریکیں بھی شروع کر رکھی ہیں اور جدید ٹیکنیکل اصلاحات کو عربی میں منتقل کرنے کی کوشش کی ہے۔ اس نے جرائم اور منشیات کے خلاف اصلاحات کی حوصلہ افزائی کی ہے۔ عرب لیگ نے ممبر ممالک کے درمیان ثقافتی تبادلوں، بچوں کی بہبود اور عرب ممالک میں خواتین کے مقام سے متعلق بھی کام کیا ہے۔

1950ء میں عرب لیگ کے ممبر ممالک نے ECO Cooperation Treaty and Joint Defence کے معاہدے پر دستخط کئے ہیں؛ جس کا مقصد متعدد عرب ممالک کو اسرائیل کے خلاف تحفظ فراہم کرنا تھا۔ چنانچہ اس معاہدے کی وجہ سے 1954ء میں مصر کے جمال عبدالناصر نے عراق کی طرف سے Seato میں شامل ہونے والی تجویز کو مسترد کر دیا۔ اس معاہدے کی دفعات کے تحت اکتوبر 1973ء میں عرب اسرائیل جنگ کے دوران لیگ نے اپنی فوجیں مصر اور شام کی مدد کیلئے روانہ کیں اور اسرائیل کی مکمل مخالفت کی۔ لیکن 1982ء میں جب صدر صدام حسین نے معاہدے کے تحت فوجی امداد حاصل کرنے کی کوشش کی تو اسے مسترد کر دیا گیا۔ اس کی دو وجوہات تھیں۔

1۔ عراق اسرائیل کے خلاف جنگ میں حصہ نہیں لیا تھا۔

2۔ عراق نے 1980ء میں ایران پر حملہ کر دیا تھا اور شام اور لیبیا کے ایران سے اچھے تعلقات تھے۔

عرب لیگ کے ادارے

عرب لیگ کے اقتصادی ادارے

Economic Specialized Agencies

1۔ اقتصادی کونسل: Economic Council

2۔ عرب فنڈ برائے اقتصادی اور سماجی ترقی: Arab Fund for Economic and Social Development

3۔ عرب بنک برائے افریقہ میں اقتصادی ترقی: Arab Bank for Economic Development in Africa

4۔ عرب صنعتی ترقی کا ادارہ Arab Industrial Development organization

5۔ عرب ادارہ محنت: Arab Labour Organization

عرب لیگ کے دفاعی ادارے: Defence Specialized Agencies

1۔ مشترکہ دفاعی کونسل: (Joint Defence Council)

2۔ عرب متحدہ فوجی کمان (Arab Unified Military Command)

3۔ مستقل فوجی کمیشن (Permanent Military Commission)